تقریر بابت قرآن کریم
وقت 5-7منٹ

تقریر

قرآن عظیم میں اعداد کا شمار

(چھ کے ہندسے کا ایمان افروز ذکر)

(تقریر نمبر5)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (الاعراف:55)

یقیناً تمہارا ربّ وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر اس نے عرش پر قرار پکڑا۔ وہ رات سے دن کو ڈھانپ دیتا ہے جبکہ وہ اُسے جلد طلب کر رہا ہوتا ہے۔ اور سورج اور چاند اور ستارے (پیدا کئے) جو اس کے حکم سے مسخر کئے گئے ہیں۔ خبر دار! پیدا کرنا بھی اسی کا کام ہے اور حکومت بھی۔ بس ایک وہی اللہ برکت والا ثابت ہوا جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

جس کو خدائے عزوجل پر یقیں نہیں
اُس بدنصیب شخص کا کوئی بھی دیں نہیں
پر وہ سعید جو کہ نشانوں کو پاتے ہیں
وہ اُس سے مل کے دل کو اُسی سے ملاتے ہیں

(درثمین)

معزز سامعین! اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بہت سے اعداد اور ہندسوں میں بات کی ہے۔ جن میں سے آج مَیں چھ (6) کے ہندسے کو زیر بحث لا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے چھ کے ہندسے کے لئے سِتَّةِ، اَلسُّدُس اور سَادِس کے الفاظ استعمال کئے ہیں اور تقریباً 10 مقامات پر اس کو استعمال فرمایا ہے۔

آئیں! قرآن کریم میں ترتیب سے بات کریں تو سب سے پہلے سورۃ اعراف کی آیت نمبر 55 کو لیتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے تخلیق کائنات کا مکمّل نقشہ کھینچا ہے۔ ہم نے یہاں اُس حصّے کو بیان کرنا ہے۔ جس کا تعلق 6 کے ہندسے سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر اُس نے عرش پر قرار پکڑا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس کا ترجمہ یہ فرمایا ہے کہ تمہارا ربّ یقیناً اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ وقتوں میں پیدا کیا ہے پھر اُس کے بعد وہ حکومت کے تخت پر مضبوطی سے قائم ہو گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس آیت کے فٹ نوٹ میں لکھا ہے کہ

”چھ دنوں سے مراد چھ ادوار ہیں اور ایک دَور کروڑوں سال کا بھی ہو سکتا ہے۔“

حضرت مسیح موعودؑ نے چھ دن کی تشریح میں لکھا ہے کہ چھ دن سے مراد ایک بڑا زمانہ ہے۔

(تفسیر مسیح موعودؑ جلد 4 صفحہ 212)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے چھ کے فگر کی جو تشریح فرمائی ہے وہ ایمان اور علم میں اضافہ کا موجب ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:

”فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ، چھ وقتوں میں 12 گھنٹے کا دن مراد نہیں۔ اس کی تفسیر ہمارے حضرت صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) نے خوب لکھی ہے۔ ہر چیز کی تکمیل چھ مراتب کے طے کرنے کے بعد ہوتی ہے۔ مثلاً انسان پہلے نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ پھر لحماً پھر كَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ (المومنون:15)۔ مَیں نے غور کر کے دیکھا ہے کہ انگریزوں کو شریعت سے تعلق نہ تھا مگر ایم اے تک چھ درجے تکمیل کے لئے رکھے ہیں۔

زمین کو پہلے درست کرتے۔ پانی دیتے، بیج ڈالتے ہیں۔ دو دن میں یہ کام ہوا ہے اور چار دن کے بعد بیج اُگتا ہے۔ کُل چھ دن ہوئے۔ قرآن کریم میں یوم بہت معنوں میں آیا ہے۔ ایک ان بارہ گھنٹوں سے لے کر سال، ہزار سال، پچاس ہزار برس تک کے معنوں میں آیا ہے۔ مطلق وقت کے معنوں میں بھی جتنے میں وہ واقعہ ہو گیا، جیسے یوم حنین۔ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيَّامِ اللّٰهِ (ابراہیم:4)

اِسْتَوٰی کے معنی ہیں ٹھیک۔ یعنی اس کے تحت سلطنت میں کوئی نقص نہیں۔ پھر تمام کائنات کا وراء الوراء اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اس لئے اس کے معنی علٰی بھی درست ہیں۔ بعض نے کہا ہے معنے ظاہر ہیں۔ مگر اس کی کیفیت معلوم نہیں۔ اس کی مثال سنئے جیسے بیٹھا۔ اب جیسا جیسا کوئی موصوف ہو ویسے ویسے معنی ہوں گے۔ 1۔ مثلاً مَیں بیٹھ گیا۔ 2۔ دیوار بیٹھ گئی۔ 3۔ ساہوکار تھا اب بیٹھ گیا۔ 4۔ ہندوستان کے تخت پر یورپ کا بادشاہ بیٹھا ہے۔ 5۔ فلاں شخص کی محبت یا اس کا کلام یا بُغض فلاں کے دل میں بیٹھ گیا۔ یہ سب "بیٹھے" الگ الگ معنے رکھتے ہیں۔ پس اسی طرح اِسْتَوٰی تو عام ہے مگر اللہ کا اِسْتَوٰء ایک خاص شان رکھتا ہے۔ وہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (شوریٰ:12) پس اِسْتَوٰی بھی لَيْسَ كَمِثْلِهٖ ہے۔ خدا کی ہر صفت کا یہی حال ہے... خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ: سمٰوٰت کے ساتھ ایام کا ذکر نہیں البتہ ارض کے لئے چھ وقتوں کا ذکر کیا اور یہ روز کا مشاہدہ ہے کہ چھ وقتوں میں زمین بنتی ہے فصل پکتی ہے۔"

(حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 208-209)

نیز آپؓ فرماتے ہیں کہ

"ہر چیز جو کمال کو حاصل کرتی ہے اور مراتب کو طے کرکے فرماتا ہے کہ آسمان و زمین کو پیدا کیا پھر اُسے کمال تک پہنچایا۔"

(حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 355)

پیارے بھائیو! اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو 6 دنوں میں پیدائش کا ذکر قرآن کریم میں متعدّد مقامات پر کیا ہے۔ تخلیق کائنات میں قدرے تبدیلی کے ساتھ ذکر ہے جیسے سورۃ یونس آیت 4 اور سورۃ ہود آیت 8 میں عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ کا ذکر ہے۔ سورۃ الفرقان آیت 60 اور سورۃ السجدۃ آیت 5 میں یہ اضافہ فرمایا ہے کہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اُن تمام کو 6 دنوں میں پیدا کیا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے سورۃ السجدہ آیت 5 کے تحت فُٹ نوٹ میں تحریر فرمایا ہے۔

"یعنی چھ زمانوں میں یا چھ عظیم الشان تغیّرات سے اس دنیا کی پیدائش ہوئی۔ یہ نہیں بتایا کہ ہر زمانہ کتنا لمبا تھا۔ یوم کے معنی عربی زبان میں زمانہ کے بھی ہوتے ہیں۔ لوگوں نے غلطی سے یوم کے معنی سورج نکلنے سے سورج غروب ہونے تک کا وقت سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ لغت میں لکھا ہے۔ یوم کے معنی ہیں اَلْوَقْتُ مُطْلَقًا یعنی زمانہ خواہ وہ کروڑ سال کا ہو یا ارب سال کا ہو یا اس سے بھی زیادہ ہو یوم کہلاتا ہے"

مزید آپؓ نے سورۃ ق آیت 39 کی تفسیر میں جہاں 6 دنوں کی پیدائش کا ذکر ہے۔ تحریر فرمایا کہ

"بائبل میں ہے کہ خدا تعالیٰ نے دنیا پیدا کی اور تھک گیا اور ساتویں دن اُس نے آرام کیا۔ قرآنی تعلیم کتنی شاندار اور خدا تعالیٰ کی شان کے مطابق ہے جبکہ بائبل کی تعلیم خدا تعالیٰ کی شان کو مدّ نظر رکھتے ہوئے گھناؤنی اور قابلِ ترک نظر آتی ہے۔"

حضرتِ مسیح موعود علیہ السلام نے اِس حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں۔

"رہی یہ بات کہ خدا نے چھ دن میں زمین و آسمان پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کیا سو اوّل تو واضح ہو کہ آرام کا لفظ قرآن شریف میں کہیں نہیں لکھا۔ ہاں توریت میں یہ لفظ ہے سو وہ استعارہ ہو گا لیکن اس دھوکہ کے دُور کرنے کے لئے اس موقع پر قرآن شریف نے ایک اَور لفظ اختیار کیا ہے اور وہ یہ ہے وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ یعنی ہم نے چھ دن میں زمین و آسمان کو پیدا کیا اور ہم اس سے تھکے نہیں۔ یہ لفظ گویا اُس لفظ کا ردّ ہے کہ خدا نے ساتویں دن آرام کیا۔ کیونکہ ظاہری معنی اگر لئے جاویں تو اس سے خدا کا تھکنا ہی پایا جاتا ہے وجہ یہ کہ آرام وہی کرتا ہے جو تھکتا ہے لیکن خدا تعالیٰ تھکنے سے پاک ہے۔ کوئی نقص اس کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا۔"

(چشمہ معرفت از روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 222، 223)

نیز حضرت مسیح موعودؑ سورۃ الحدید آیت 5 کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور لطیف نکتے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"ترجمہ اس آیت کا یہ ہے کہ خدا وہ ہے جس نے زمین و آسمان کو چھ دن میں پیدا کیا۔ پھر عرش پر اس نے استوا کیا یعنی کُل مخلوق کو چھ دن میں پیدا کرکے پھر صفاتِ عدل اور رحم کو ظہور میں لانے لگا... غرض ان آیات سے ثابت ہوا کہ آدم جمعہ کے اخیر حصے میں پیدا کیا گیا کیونکہ روز ششم کے بعد سلسلۂ پیدائش کا بند کیا گیا۔ وجہ یہ

کہ روزِ ہفتم تختِ شاہی پر بیٹھنے کا دن ہے نہ پیدائش کا۔ یہودیوں نے ساتویں دن کو آرام کا دن رکھا ہے۔ مگر یہ ان کی غلط فہمی ہے بلکہ یہ ایک محاورہ ہے کہ جب انسان ایک عظیم کام سے فراغت پالیتا ہے تو پھر گویا اُس وقت اُس کے آرام کا وقت ہوتا ہے۔ سو ایسی عبارتیں توریت میں بطور مجاز ہیں نہ یہ کہ درحقیقت خدا تعالیٰ تھک گیا اور بوجہ خستہ درماندہ ہونے کے اُس کو آرام کرنا پڑا۔ ‘‘

(تحفہ گولڑویہ از روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 279 حاشیہ)

سامعین! الغرض اللہ تعالیٰ نے 7 مختلف مقامات پر تخلیقِ کائنات اور زمین وآسمانوں کا چھ دنوں میں پیدا کرنے کا ذکر مختلف انداز اور مختلف پیراؤں میں بیان کیا ہے جن کی ایک مختصر جھلک ہم اوپر سن آئے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ارشاد پڑھ کر میں سِتَّۃِ کے مضمون کو آگے بڑھاتا ہوں۔

آپؑ فرماتے ہیں۔

’’خدا تعالیٰ نے جو کچھ زمین میں ہے سب پیدا کرکے اور آسمان کو بھی سات طبقے بنا کر غرض اس عالم کی پیدائش سے بکلّی فراغت پا کر پھر چاہا کہ آدم کو پیدا کرے۔ پس اُس نے اُس کو روزِ ششم یعنی جمعہ کے آخری حصّہ میں پیدا کیا کیونکہ جو چیزیں ازروئے نصِّ قرآنی چھٹے دن پیدا ہوئی تھیں۔ آدم اُن سب کے بعد میں پیدا کیا گیا اور اس پر دلیل یہ ہے کہ سورۃ حٰمٓ السجدہ جزو چوبیس میں اس بات کی تصریح ہے کہ خدا نے جمعرات اور جمعہ کے دن سات آسمان بنائے اور ہر ایک آسمان کے ساکن کو جو اس آسمان میں رہتا تھا اس آسمان کے متعلق جو امر تھا وہ اس کو سمجھا دیا اور ورلے آسمان کو ستاروں کی قندیلیوں سے سجایا اور نیز اُن ستاروں کو اس لئے پیدا کیا کہ بہت سے امور حفاظت دنیا کے ان پر موقوف تھے۔ یہ اندازے اُس خدا کے باندھے ہوئے ہیں جو زبردست اور دانا ہے۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ از روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 277۔ 278 حاشیہ)

سامعین! اللہ تعالیٰ نے ہندسہ چھ کے لئے سِتَّہ کے الفاظ کے علاوہ سِتِّین، سَادِس اور اَلسُّدُس کے الفاظ میں استعمال فرمائے ہیں ۔ آج تقریر میں ان کو زیر بحث لائیں گے۔ سب سے پہلے سِتِّین کے ہندسے کو لیتے ہیں ۔ یہ لفظ سورۃ المجادلۃ آیت 5 میں بیان ہوا ہے۔ سورہ المجادلہ میں ’’اظہار‘‘ کے متعلق ہے۔ ’’اظہار‘‘ یہ ہے کہ مکّہ کی وادیوں میں بعض دفعہ خاوند اپنے بیویوں کو ماں بول دینے کی رسم تھی۔ جس کی اسلام نے مخالفت کی اور اس پر عمل کرنے کو بطور سزا کفّارہ بیان ہوا ہے۔ وہ ایک غلام آزاد کرے۔ اگر اُس کی طاقت نہ رکھے تو دو ماہ کے روزے رکھے۔ (دو ماہ 60 دن بنتے ہیں جس میں 6 کا ہندسہ موجود ہے) اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو 60 مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ تب اُس کی بیوی اُس پر حلال ہوگی۔

ایک حدیث میں ہے کہ ایک صحابی سے بھی کوئی غلطی ہوئی تو حضورؐ نے کفارہ کے طور پر اُسے فرمایا کہ غلام آزاد کرو۔ اُس نے کہا کہ مَیں تو استطاعت نہیں رکھتا تو مَیں نے فرمایا روزے رکھو۔ وہ گویا ہوا کہ اس کی بھی طاقت نہیں مَیں کمزور سا انسان ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا اچھا! 60 مسکینوں کو کھانا کھلا دو۔ اُس نے جواباً کہا کہ حضورؐ! مَیں غریب ہوں۔ روٹی پوری نہیں ہوتی۔ اتنے میں حضورؐ کی خدمت میں کسی نے کھجوروں کا ایک ٹوکرا تحفۃً بھیجا۔ حضورؐ نے اس ٹوکرے کو اس صحابی کے سپرد کر کے فرمایا جاؤ! محلہ کے مسکینوں کو کھلا دو۔ وہ بولا حضور! محلہ میں میرے سے زیادہ کوئی مستحق نہیں ہے۔ حضورؐ مسکرائے اور فرمایا جاؤ! اپنی فیملی والوں کو کھلا دو یہی فدیہ ہے۔ یہی تمہاری غلطی کا کفّارہ ہے۔

کفّارہ اور فدیہ کی بات چلی ہے۔ سورۃ البقرہ آیت 197 کی تفسیر و تشریح میں حضرت مصلح موعودؓ نے تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 434 میں ایک روایت نقل فرمائی ہے۔ آپؓ تحریر فرماتے ہیں۔

’’اگر کوئی شخص تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو جس کی وجہ سے اسے سر منڈوانا پڑے۔ جیسے اس کے سر میں جوئیں پڑ جائیں یا پھوڑے نکل آئیں تو وہ سر منڈوا سکتا ہے۔ مگر اس صورت میں اُسے صیام یا صدقہ یا قربانی کا فدیہ دینا پڑے گا۔ قران کریم نے فدیہ کی تینوں اقسام کو غیر متعیّن رکھا ہے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک ارشاد سے اس کی تعیین ہوجاتی ہے۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ کعب بن عجرۃؓ ایک صحابی تھے ان کے سر میں جوئیں پڑ گئیں اور ان کی اتنی کثرت ہوگئی کہ جوئیں ان کے منہ پر گرتی تھیں وہ کہتے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھ کر فرمایا۔ اے کعب! تجھے ان جوؤں کی وجہ سے بہت تکلیف ہے تو سر منڈوا دے اور صُمْ ثَلَاثَۃَ أَیَّامٍ، أَوْ أَطْعِمْ سِتَّۃَ مَسَاکِینَ، أَوْ اُنْسُكْ شَاۃً تو فدیہ کے طور پر تین دن کے روزے رکھ لے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے یا ایک بکری کی قربانی دے دے۔‘‘

سامعین! جہاں تک سادسُھم یعنی ان میں چھٹا کا تعلق ہے تو اس کا استعمال قرآن کریم میں دو دفعہ ہوا ہے۔ سورۃ المجادلہ آیت 8 کی پہلے بات کرتے ہیں۔ جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ مَیں زمین وآسمان ہر بات کو جانتا ہوں اور مَیں ہی ہوں جو ہر جگہ ہر وقت موجود ہوتا ہوں اگر آپ 3 افراد اکٹھے ہیں تو چوتھا مَیں ہوتا ہوں۔ اگر 5 افراد ہوں تو چھٹا مَیں ہوتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔

"جب تین آدمی کوئی پوشیدہ باتیں کرتے ہیں تو چوتھا اُن کا خدا ہوتا ہے اور جب وہ پانچ کرتے ہیں تو چھٹا ان کا خدا ہوتا ہے۔"

(چشمہ معرفت از روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 120)

اپنی اسی تصنیف میں ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ

"تین شخص کوئی ایسا پوشیدہ مشورہ نہیں کرتے جس کا چوتھا خدا نہ ہو اور نہ پانچ کرتے ہیں جن کا چھٹا خدا نہ ہو۔"

(چشمہ معرفت از روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 97 حاشیہ)

پیارے بھائیو! سادسُھم کے الفاظ دوسری جگہ سوۃ الکھف آیت 23 میں بیان ہوئے ہیں جہاں اصحابِ کہف کے کتوں کی بات ہو رہی ہے کہ اگر اصحابِ کہف 5 ہوں گے تو وہ گمان کرتے ہیں کہ چھٹا اُن کا کتا ان کے ساتھ ہے۔

سامعین! تقریر کے آخر پر اَلسُّدُس کا ذکر کر لیتے ہیں جو سورۃ النساء آیت 12 اور 13 میں تین دفعہ استعمال ہوا ہے۔ ان آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے وفات کے بعد متوفیٰ کے ترکے کی تقسیم کے اصول اور قواعد بیان فرمائے ہیں۔ جن میں بعضوں کا حصّہ چھٹا ہے۔ یہاں آج اس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ اَلسُّدُس یعنی چھٹے حصّہ کا ذکر قرآن میں تین دفعہ ہوا ہے۔

سامعین! قرآن کریم میں دو جگہ بِضْعَ سِنِیْن کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ سورۃ یوسف آیت 43 میں اور سورۃ الروم آیت 5 میں۔ مشہور لغت اقرب کے مطابق اَلْبِضْعُ۔مَا بَیْنَ الثَّلَاثِ اِلَی التِّسْعِ۔ تین سے لے کر نو تک کو بضع کہتے ہیں۔

(بحوالہ تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 316)

اس لحاظ سے یہ لفظ قرآن کریم میں آئے ہوئے 3 سے لے کر 9 تک کے سب ہندسوں پر اطلاق پاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ان معنوں کو سورۃ یوسف آیت 43 کے حل لغت میں بیان فرمایا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے یہی ترجمہ سورۃ الروم آیت 5 میں کیا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"یہ ہر احمدی کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ دین کی ذاتی خوبیوں کو پیش کرنے کے لئے قرآن کریم کا علم حاصل کریں اور پھر اپنے نیک نمونے قائم کرکے دنیا کو اپنی طرف کھینچیں۔"

(خطبات مسرور جلد نمبر 13 صفحہ 933)

(کمپوزڈ: نصیر احمد چوہدری)

✡✡✡✡